قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (ال عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 27 جولائی 2020ء | 06 ذوالحجہ 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 178

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، مٹی میں ملے اس کی ناک۔ مٹی میں ملے اس کی ناک (یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے) لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کون؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔ (مسلم۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب رغم انف من ادرک ابویہ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اسکا رزق بڑھادیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔ (مسند احمد۔ جلد ۳۔ صفحہ نمبر ۲۶۶۔ مطبوعہ بیروت)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

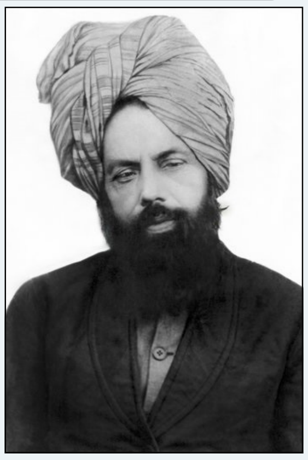

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا‘‘ یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر کہ جن میں ان کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہیں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہوچکے تھے۔ اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے۔ اور اسی کی طرف ہی دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ ’’وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا‘‘ یعنی تیرے رب نے چاہا کہ تو فقط اسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ ...... اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو۔ کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں۔ اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ چرند بھی اپنی اولاد کو ان کی خوردسالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد ان کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵)

ربوبیت کے دو مظہر والدین اور روحانی مرشد

’’......عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں۔ ایک جسمانی طور پر، دوسرا روحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہیں دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا۔ (بنی اسرائیل: 24) یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس حالت میں ماں کیا کیا خدمت کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا کس طرح متکفل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کے لیے دو محل پیدا کر دیئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتو محبت کا اُن میں ڈال دیا، مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے۔ اور جبتک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القاء نہ ہو تو کوئی فرد بشر خواہ وہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو، کسی سے محبت نہیں کرسکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اُن کی زندگی کے لیے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پس خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاق فاضلہ کے لیے رب الناس کے لفظ میں والدین اور مرشد کی طرف ایما فرمایا ہے تاکہ اس ماجزی اور مشہود سلسلہ شکر گذاری سے حقیقی رب اور ہادی کا شکر گذاری میں لے لئے جائیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 315)

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل: 25-24)

ترجمہ:۔ اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

فرمان خلیفہ وقت

یہاں رہنے والے، مغرب کی سوچ رکھنے والے، بلکہ ہمارے ملکوں میں بھی، برصغیر میں بھی، بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت نہیں کر سکتے، ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ جماعت ایسے بوڑھوں کے مراکز کھولے جہاں یہ بوڑھے داخل کروا دئے جائیں کیونکہ ہم تو کام کرتے ہیں، بیوی بھی کام کرتی ہے، بچے اسکول چلے جاتے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بوڑھے والدین کی وجہ سے ڈسٹرب (Disturb) ہوتے ہیں، اس لئے سنبھالنا مشکل ہے۔ کچھ خوف خدا کرنا چاہئے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو اور اس عمر میں اُن پر رحم کے پر جھکا دو۔ جس طرح بچپن میں انہوں نے ہر مصیبت جھیل کر تمہیں اپنے پروں میں لپیٹے رکھا۔ تمہیں اگر کسی نے کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو مائیں شیرنی کی طرح جھپٹ پڑتی تھیں۔ اب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو کہتے ہو کہ ان کو جماعت سنبھالے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھالتی ہے لیکن ایسے بوڑھوں کو جن کی اولاد نہ ہو یا جن کے کوئی اور عزیز رشتے دار نہ ہوں۔ لیکن جن کے اپنے بچے سنبھالنے والے موجود ہوں تو بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔ تو ایسی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طبیعتوں کو، اپنی سوچوں کو تبدیل کرنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ جب تک والدین سے فائدہ اٹھاتے رہے، اٹھا لیا، مکان اور جائیدادیں اپنے نام کروالیں، اب ان کو پرے پھینک دو۔ کسی احمدی کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تو اسلام کی بھلائی ہوئی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں رائج کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، اس کے حُسن کی چمک دنیا کو دکھانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ اس کے خلاف عمل کروانے کے لئے۔

(خطبہ جمعہ 16 جنوری 2004ء بمطابق ۱۶ صلح ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- اسلام اور بانئ اسلام ﷺ سے عشق (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24 جولائی 2020ء
- خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 03 جولائی 2020ء

دربارِ خلافت

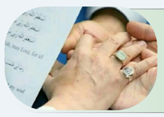

گالی مت دو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

’’...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلائی فرمایا کہ گالی مت دو خواہ دوسرا شخص گالی دیتا ہو۔ اور یہی گُر ہے جس سے مومن کی زبان ہمیشہ صاف رہتی ہے۔ ایک مومن کو تو ہمیشہ پاک زبان کا استعمال کرنا چاہئے۔ گالی کی تو اس سے توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ اپنے آپ کو کسی کی گالی سن کر پھر اس سے روکنا نہ صرف زبان کو پاک رکھتا ہے بلکہ ذہن کو بھی بہت سے غلط کاموں کے کرنے سے بچاتا ہے۔ گالی سن کر انسان کا فطری ردّ عمل یہی ہوتا ہے کہ انسان غصے میں آجاتا ہے اور اس کے ردّ عمل کے طور پر بھی جس کو گالی دی جاتی ہے یا بُرا بھلا کہا جاتا ہے، وہ بھی اسی طرح الفاظ دوسرے پر الٹاتا ہے۔ پس جب یہ ارادہ ہو کہ انہی الفاظ میں جواب نہیں دینا جو غلط الفاظ دوسرے نے استعمال کئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے، تو یہ بہت بڑی نیکی ہے اور یہ نیکی ایک بہت بڑے مجاہدے سے حاصل ہو گی۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ اور یہ مجاہدہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا، جب تک خدا تعالیٰ پر کامل ایمان نہ ہو اور ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب نہ ہو اور پھر یہی چیز ہے جس سے صبر کے معیار بڑھیں گے۔ ایک مومن کو تو یہ ضمانت میسر ہے کہ اگر کسی کی غلط زبان پر یا غلط بات پر یا غلط حملوں پر تم صبر کرتے ہو تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔ جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہماری ڈھال بھی بنا دیا ہے اور ہماری طرف سے جواب دینے کے لئے بھی مقرر کر دیا ہے تو پھر اس سے بہتر اور کیا سودا ہو گا۔ پھر اس سے بڑھ کر صبر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں خوشخبری دی ہے کہ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ یہ نوید اللہ تعالیٰ ہمیں سناتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ ان مومنوں کے ربّ کی طرف سے جو صبر کرتے ہیں ان پر اس صبر کی وجہ سے برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں گی۔ اور الٹا کر جواب نہ دینا صرف ایک مومن نہ صرف اس سے اپنے دل و دماغ کو غلاظت سے بچاتا ہے بلکہ فرشتوں کی دعاؤں سے بھی حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں بھی حاصل کرتا ہے اور پھر معاشرے میں امن قائم کرنے والا بھی بنتا ہے، مزید جھگڑوں اور فسادوں سے معاشرے کو محفوظ رکھتا ہے۔ گالی کا جواب گالی سے دینے سے بعض دفعہ دوسرا فریق مزید طیش میں آجاتا ہے۔ اس کے حمایتی جمع ہو جاتے ہیں، دوسرے فریق کے حمایتی جمع ہو جاتے ہیں، اس گالی پر بعض دفعہ ایسی خطرناک لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں کہ قتل تک ہو جاتے ہیں۔ پس جب مومن کا مطلب ہی امن سے رہنے والا اور امن پھیلانے والا ہے تو اس سے ایسے امن کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی جس کے نتائج فتنہ وفساد پر منتج ہوں۔ پس اگر ان بھیانک نتائج سے بچنا ہے تو پھر اس کا علاج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ گالی کا جواب گالی سے نہ دو، غریب اور حلیم اور نیک نیت ہو جاؤ۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے اور یہ سب کچھ عاجزی اور عقل سے چلتے ہوئے برداشت کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے حقیقی مومن کہلاؤ گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10 اگست 2007ء)

(الفضل انٹرنیشنل 31/اگست تا06/ستمبر 2007ء)

آج کی دعا

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمۡرِہٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا (سورۃ الطلاق آیت 3،4)

ترجمہ: ’’اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔ یقیناً اللہ اپنے فیصلہ کو مکمل کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک منصوبہ بنا رکھا ہے‘‘۔

یہ قرآنِ مجید کی اللہ تعالیٰ پر توکل اور وسعتِ رزق کی بہت پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’پس اپنی نسلوں میں ایمان اور ایقان پیدا کر کے انہیں بھی بہترین مال بنادیں۔ دنیا کے مال کی طرف نظر نہ رکھیں۔ ہمارا خدا اپنے وعدوں کا سچا خدا ہے۔ جو اس کی طرف آتا ہے، اس کے حکموں پر چلتا ہے وہ اس کی دنیاوی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد پورا کرتے ہوئے اپنے ایمان اور ایقان کی فکر کے ساتھ اپنی نسل کے ایمان اور ایقان کی فکر کرتی رہیں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کو میں ایسے ذریعہ سے رزق دوں گا کہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو گا جیسے کہ فرماتا ہے کہ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق 3،4)

حضرت مسیحِ موعود اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے اسے معلوم بھی نہ ہو گا۔ فرمایا رزق کا خاص طور پر اس بات سے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیویں تو خدا تعالیٰ خود ان کو رزق پہنچاوے۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ فرانس 15 اکتوبر 2019)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

اسلام اور بانیٔ اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے عشق

(کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفےؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام)

The Faith of Muhammad ﷺ

I let my fancy fly in all directions,
But I did not find a faith like the faith of Muhammad.
There is no religion which shows the signs of truth;
This fruit I tasted only in the garden of Muhammad(PBUH).
I tested Islam myself—It is light upon light;
Wake up, I have informed you in time.
No one came for a trial, even though
I challenged every opponent to compete.
Come, O ye people! Herein you will find the light of God;
Lo! I have told you the way of satisfaction.
Today those lights are surging in this humble one;
I have coloured my heart with every hue of those lights.
Ever since I received that light from the light of the Prophet,
I have joined myself with the True One.
Countless blessings and peace be upon Mustafa(sa);
Allah is my witness: from Him I received this light.
My soul is forever wedded to the soul of Muhammad(sa);
I have filled my heart to the brim with this elixir.
I swear by your countenance, O my dear Ahmadsa;
For your sake alone, have I taken up all this burden.
O my Beloved! I swear by Your Uniqueness;
I have forgotten all about myself in Your love.

[A'ina-e-Kamalat-e-Islam, Ruhani Khaza'in, Vol. 5, pp. 224225-]

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 جولائی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

حضرت سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپؓ بہترین تیر انداز تھے۔

مکرمہ بشریٰ اکرم صاحبہ اہلیہ محمد اکرم باجوہ صاحب ناظر تعلیم القرآن و وقفِ عارضی، مکرم اقبال احمد ناصر صاحب پیر کوٹی، مکرمہ غلام فاطمہ فہمیدہ صاحبہ اہلیہ محمد ابراہیم صاحب آف مولیاں جٹاں ضلع کوٹلی آزاد کشمیر، مکرم محمد احمد انور صاحب حیدرآبادی اور مکرم سلیم حسن الجابی صاحب آف سیریا کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 24/ جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا:

حضرت سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپؓ بہترین تیر انداز تھے۔ ربیع الاوّل سن دو ہجری کے شروع میں قریشِ مکّہ کے حملوں کی پیش بندی کے لیے آنحضرت ﷺ نے ساٹھ شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔ ثنیۃ المرہ مقام پر اس دستے کا سامنا عکرمہ بن ابوجہل کی کمان میں ڈیرہ ڈالے ہوئے دو سو مسلح نوجوانوں سے ہوا۔ دونوں فریقین کے درمیان کچھ تیراندازی بھی ہوئی اور پھر مشرکین کے لشکر میں سے دو اشخاص بھاگ کر مسلمانوں سے آملے۔

جمادی الاولیٰ دو ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاصؓ کی امارت میں آٹھ مہاجرین کا ایک دستہ خبر رسانی کے لیے خرار مقام کی طرف روانہ فرمایا۔

جمادی الآخر دو ہجری میں آنحضور ﷺ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی سربراہی میں قریش کی حرکات و سکنات کا جائزہ لینے کے لیے آٹھ مہاجرین پر مشتمل ایک پارٹی روانہ فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو ایک سربمہر خط دیا اور ہدایت فرمائی کہ مدینے سے دو دن کا سفر طے کرنے کے بعد اس خط کو کھولنا۔ خط میں مکّہ اور طائف کے درمیان وادیٔ نخلہ میں قریش کے حالات کی خبر حاصل کرنے کے متعلق ہدایت کی گئی تھی۔ راستے میں حضرت سعدؓ اور عتبہ بن غزوانؓ کا اونٹ کہیں کھو گیا اور اسے تلاش کرتے ہوئے یہ دونوں اصحاب اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔

اس موقعے پر مستشرق مسٹر مارگولیس نے اعتراض کیا ہے کہ ان صحابہ نے جان بوجھ کر اپنا اونٹ چھوڑ دیا تھا تا کہ اس بہانے سے پیچھے رہا جاسکے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ان جاں نثارانِ اسلام میں سے ایک بئر معونہ کے موقعے پر شہید ہوا اور دوسرا کئی خطرناک معرکوں میں نمایاں حصّہ لے کر فاتح عراق بنا۔ ان شجاع اور فدائی مسلمانوں پر اعتراض کرنا مسٹر مارگولیس کا ہی حصّہ ہے۔

مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت نخلہ میں اپنے کام میں مصروف تھی کہ ان کا سامنا قریش کے ایک چھوٹے سے قافلے سے ہوگیا۔ حالات کچھ ایسے بنے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسلمانوں نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ حملے کے نتیجے میں کفار کا ایک آدمی مارا گیا جبکہ دو قید ہوئے لیکن بدقسمتی سے ایک شخص بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو قافلے پر حملے کی خبر ملی تو آپؐ سخت ناراض ہوئے، فرمایا مَیں نے تمہیں شہر حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی تھی اور مالِ غنیمت لینے سے انکار کر دیا۔ دوسری جانب قریش نے بھی بہت شور مچایا اور اپنے قیدی لینے مدینے پہنچ گئے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت سعدؓ وغیرہ کی بخیریت مدینہ آمد پر دونوں قیدی چھوڑ دیے جن میں سے ایک ازخود مسلمان ہوگیا۔

غزوۂ بدر کے موقعے پر راستے میں کفارِ مکّہ کے حالات سے واقفیت کے لیے آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو روانہ فرمایا۔ یہ اصحاب ایک حبشی غلام کو پکڑ لائے جس سے آنحضرت ﷺ نے نہایت نرمی سے دریافت فرمایا کہ لشکر اس وقت کہاں ہے۔ اس نے بتایا کہ سامنے والے ٹیلے کے پیچھے۔ پھر آپؐ نے لشکر کی تعداد کے متعلق استفسار فرمایا جس کا اسے عِلم نہ تھا۔ آپؐ نے پوچھا کہ اُن کے لیے ہر روز کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہیں۔ اس نے کہا دس، تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک ہزار آدمی معلوم ہوتے ہیں اور حقیقتاً وہ اتنے ہی تھے۔

غزوۂ بدر کے موقعے پر حضرت سعدؓ پیدل ہونے کے باوجود سواروں کی طرح بہادری سے لڑے اسی وجہ سے آپؓ کو فارس الاسلام یعنی اسلام کا شہ سوار کہا جاتا ہے۔ غزوۂ احد کے موقعے پر حضرت سعدؓ ان گنتی کے اصحاب میں سے تھے جو سخت افراتفری کے باوجود آنحضرت ﷺ کے پاس ثابت قدم رہے۔ آنحضور ﷺ سعدؓ کو خود تیر پکڑاتے جاتے اور سعدؓ یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ماں باپ قربان ہوں برابر تیر چلاؤ۔ سعدؓ اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر سے بیان کیا کرتے۔ اسی موقعے پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بدبخت کافر بھائی عتبہ نے حملہ کر کے رسول اللہ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید کر دیے تھے۔ جب حضرت سعدؓ کو عتبہ کی بدبختی کا عِلم ہوا تو آپؓ کا سینہ جوشِ انتقام سے کھول گیا اور آپؓ نے متواتر لشکرِ قریش میں گھس کر عتبہ کو تلاش کیا تا کہ اس کا صفایا کرسکیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ازراہِ شفقت آپؓ کو روک لیا۔

جنگِ احد کے ان ہی نامساعد حالات میں حبان نامی ایک کافر نے حضرت امِّ ایمن جو زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں کی طرف تیر چلایا۔ یہ تیر امِّ ایمن کے دامن میں لگا، اس پر حبان ہنسنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک تیر حضرت سعدؓ کو عطا فرمایا جو سیدھا حبان کے حلق پر لگا۔ آنحضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر مسکرا دیے۔ روایت کے مطابق غزوۂ احد کے روز حضرت سعدؓ نے ایک ہزار تیر چلائے۔

صلح حدیبیہ کے موقعے پر جن صحابہ نے صلح نامے پر بطور گواہ دستخط کیے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان میں شامل تھے۔ اسی طرح فتح مکّہ کے موقعے پر مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک حضرت سعدؓ کے پاس تھا۔

ایک موقعے پر سعدؓ شدید بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ آپؓ کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور وصیت سے متعلق استفسار فرمایا۔ سعدؓ نے جواباً عرض کیا کہ میرا سارا مال اللہ کی راہ میں قربان ہے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں سارا مال صدقہ کرنے سے روکا اور زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال صدقہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آنحضرت ﷺ گو خود شکار نہ کیا کرتے مگر شکار کروایا کرتے تھے چنانچہ ایک غزوے میں حضور ﷺ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے ہرن کا شکار کروایا۔ جب سعدؓ تیر چلانے لگے تو آپؐ نے پیار سے اپنی ٹھوڑی سعدؓ کے کندھے پر رکھ دی اور دعا کی کہ اے اللہ! سعد کا نشانہ بے خطا کر دے۔

عرب کے ماحول میں دو بڑی طاقتیں قیصر و کسریٰ کی تھیں۔ عراق کا بڑا حصّہ کسریٰ کے زیرِ نگیں تھا۔ مدائن، قادسیہ، نہاوند اور جلولہ کے مشہور معرکے حضرت سعدؓ کی زیرِ سیادت لڑے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں عراق کی مہم کچھ تیزی کے بعد سرد پڑ گئی تھی۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپؓ نے عراق کی جانب ازسرِ نَو توجہ فرمائی۔ اسی دور میں خسرو پرویز کے پوتے یزدجرد کی تخت نشینی عمل میں آئی جس نے ایرانی سلطنت کی تمام طاقتوں کو مجتمع کیا۔ ان حالات میں حضرت عمرؓ نے تمام عرب میں جہاد کی تحریک کی اور اس مہم کی قیادت ازخود کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت علیؓ اور دیگر اکابر صحابہ کی رائے اس میں مانع ہوئی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا نام تجویز فرمایا۔ حضرت سعدؓ کی نسبت حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ وہ ایک بہادر، نڈر اور زبردست تیرانداز ہے۔ عراق پہنچ کر کمان سنبھالنے کے بعد جب حضرت سعدؓ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تو وہ کم و بیش تیس ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی۔

جنگِ قادسیہ 16 ہجری میں کفار کی تعداد دو لاکھ اسّی ہزار کے لگ بھگ تھی اور ایرانی فوج کی کمان رستم کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت سعدؓ نے مخالف لشکر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھجوایا جن کے ساتھ رستم نے بہت تحقیر آمیز رویّہ اختیار کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو شاہِ ایران کے پاس وفد بھجوانے اور اسے دعوتِ اسلام دینے کی ہدایت فرمائی۔ سعدؓ نے ایک وفد یزدجرد کے پاس بھجوایا تو اس نے بڑے غُرور کے ساتھ اسلام کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور ایک مٹی کا بورا اسلامی وفد کے امیر کو دیتے ہوئے کہا کہ اس کے سوا تمہیں کچھ نہیں مل سکتا۔ اُن صحابی نے مٹی کا بورا اٹھایا اور دربار سے نکلتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آج شاہِ ایران نے اپنے ہاتھوں سے اپنے ملک کی زمین ہمارے حوالے کر دی۔ بادشاہ نے یہ نعرہ سنا تو اسے بدشگونی خیال کرتے ہوئے وفد کے پیچھے اپنے سپاہی روانہ کیے لیکن تب تک مسلمان گھوڑوں پر سوار بہت دور نکل چکے تھے۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ مکرمہ بشریٰ اکرم صاحبہ اہلیہ محمد اکرم باجوہ صاحب ناظر تعلیم القرآن و وقفِ عارضی۔ آپ 25/ مارچ کو 66 سال کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

2۔ اقبال احمد ناصر صاحب پیر کوٹی۔ آپ 14/ جولائی کو بیاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے ایک بیٹے مکرم اکبر احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ برکینا فاسو ہیں۔

3۔ غلام فاطمہ فہمیدہ صاحبہ اہلیہ محمد ابراہیم صاحب آف مولیاں جٹاں ضلع کوٹلی آزاد کشمیر۔ آپ 18/ جولائی کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کے تین بیٹے واقفِ زندگی ہیں اور محمد جاوید صاحب زیمبیا میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

4۔ مکرم محمد احمد انور صاحب حیدرآبادی۔ آپ 22/ مئی کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

5۔ مکرم سلیم حسن الجابی صاحب آف سیریا۔ آپ 30 جون کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 03 جولائی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

یارسول اللہؐ! ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے، آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت بدری صحابی، اسلام اور بانی اسلامؐ کے ایک نہایت جاں نثار عاشق، نہایت درجہ مخلص، باصفا، بے لَوث فدائی، بلند پایہ، وفادار اور قبیلہ اوس کے رئیس اعظم حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبات سے حضرت سعد بن مُعاذؓ کا ذکر چل رہا تھا۔ جنگِ بدر میں عہدِ وفا کے اظہار کا ایک واقعہ جس کا گذشتہ خطبے میں بھی ذکر ہوا تھا اسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ آپؓ اس طرح فرماتے ہیں کہ

’’یہ ایک قدرتی بات ہے کہ جہاں عشق ہوتا ہے وہاں کوئی شخص بھی نہیں چاہتا کہ میرے محبوب کو کوئی تکلیف پہنچے اور کوئی بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا محبوب لڑائی میں جائے بلکہ ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ محبوب لڑائی سے بچ جائے۔ اسی طرح صحابہؓ بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ آپؐ لڑائی پر جائیں۔‘‘ صحابہؓ اس بات کو ناپسند نہیں کرتے کہ ہم لڑائی پر کیوں جائیں بلکہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑائی پر جانا ناپسند تھا اور یہ ان کی طبعی خواہش تھی جو ہر محب کو اپنے محبوب کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے قریب پہنچے تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارا مقابلہ قافلے سے نہیں بلکہ فوج کے ساتھ ہو گا۔ پھر آپؐ نے ان سے مشورہ لیا اور فرمایا کہ بتاؤ تمہاری کیا صلاح ہے؟ جب اکابر صحابہؓ نے آپؐ کی یہ بات سنی تو انہوں نے باری باری اٹھ اٹھ کر نہایت جاں نثارانہ تقریریں کیں اور عرض کیا ہم ہر خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ ایک اٹھتا اور تقریر کر کے بیٹھ جاتا۔ پھر دوسرا اٹھتا اور مشورہ دے کر بیٹھ جاتا۔ غرض جتنے بھی اٹھے انہوں نے یہی کہا کہ اگر ہمارا خدا ہمیں حکم دیتا ہے تو ہم ضرور لڑیں گے مگر جب کوئی مشورہ دے کر بیٹھ جاتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے مجھے مشورہ دو اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی تک جتنے صحابہؓ نے اٹھ اٹھ کر تقریریں کی تھیں اور مشورے دیے تھے وہ سب مہاجرین میں سے تھے مگر جب آپؐ نے بار بار یہی فرمایا کہ مجھے مشورہ دیا جائے تو سعد بن مُعاذؓ رئیس اوس نے آپؐ کا منشاء سمجھا اور انصار کی طرف سے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! آپؐ کی خدمت میں مشورہ تو عرض کیا جا رہا ہے مگر آپؐ پھر بھی یہی فرماتے ہیں کہ مجھے مشورہ دو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ انصار کی رائے پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس وقت تک اگر ہم خاموش تھے تو صرف اس لیے کہ اگر ہم لڑنے کی تائید کریں گے تو شاید مہاجرین یہ سمجھیں کہ یہ لوگ ہماری قوم اور ہمارے بھائیوں سے لڑنا اور ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا یارسول اللہؐ! شاید آپؐ کا بیعت عقبہ کے اس معاہدہ کے متعلق کچھ خیال ہے جس میں ہماری طرف سے یہ شرط پیش کی گئی تھی کہ اگر دشمن مدینے پر حملہ کرے گا تو ہم اس کا دفاع کریں گے لیکن اگر مدینہ سے باہر جا کر لڑنا پڑا تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ سعد بن مُعاذؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ! اس وقت جبکہ ہم آپؐ کو مدینہ لائے تھے ہمیں آپؐ کے بلند مقام اور مرتبہ کا علم نہیں تھا۔ اب تو ہم نے اپنی آنکھوں سے آپؐ کی حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔ اب اس معاہدے کی ہماری نظروں میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔‘‘ ہے یعنی جو بیعت عقبہ کے وقت معاہدہ ہوا تھا وہ تو دنیاوی لحاظ سے ایک عام معاہدہ تھا۔ اب جو ہم نے دیکھا ہے اور اس کے بعد ہماری روحانیت کی جو آنکھیں کھلی ہیں تو اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ ’’اس لیے آپ جہاں چاہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور خدا کی قسم! اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ یارسول اللہؐ! ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔‘‘

(ایک آیت کی پُر معارف تفسیر، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 620-621)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ رعد کی آیت 12 جو اس طرح شروع ہوتی ہے کہ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ (الرعد:12) یعنی اس کے لیے اس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ مقرر ہیں۔ اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام زمانۂ نبوت اس حفاظت کا ثبوت دیتا ہے۔‘‘ جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ آگے اور پیچھے ہم نے محافظ مقرر کیے ہوئے ہیں۔ ’’چنانچہ مکہ معظّمہ میں آپؐ کی حفاظت فرشتے ہی کرتے تھے ورنہ اس قدر دشمنوں میں گھرے ہوئے رہ کر آپؐ کی جان کس طرح محفوظ رہ سکتی تھی۔ ہاں مدینہ تشریف لانے پر دونوں قسم کی حفاظت آپؐ کو حاصل ہوئی۔ آسمانی فرشتوں کی بھی اور زمینی فرشتوں یعنی صحابہؓ کی بھی۔ بدر کی جنگ اس ظاہری اور باطنی حفاظت کی ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔ حضورؐ جب مدینہ تشریف لے گئے تھے تو آپؐ نے اہلِ مدینہ سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر آپ مدینہ سے باہر جا کر لڑیں گے تو مدینہ والے آپؐ کا ساتھ دینے پر مجبور نہ ہوں گے۔ بدر کی لڑائی میں آپؐ نے انصار اور مہاجرین سے لڑنے کے بارہ میں مشورہ فرمایا۔ مہاجرین بار بار آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے پر زور دیتے تھے لیکن حضورؐ ان کی بات سن کر پھر فرما دیتے کہ اے لوگو مشورہ دو۔ جس پر ایک انصاری (سعد بن مُعاذؓ) نے کہا کیا حضورؐ کی مراد ہم سے ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ بیشک ہم نے حضورؐ سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر باہر جا کر لڑنے کا موقع ہو گا تو ہم حضورؐ کا ساتھ دینے پر مجبور نہ ہوں گے لیکن وہ وقت اَور تھا جبکہ ہم نے دیکھ لیا...‘‘، اب ’’جبکہ ہم نے دیکھ لیا کہ آپؐ خدا کے رسول برحق ہیں تو اب اس مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر حضورؐ ہمیں حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے۔ ہم اصحابِ موسیٰؑ کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ تُو اور تیرا رب جا کر لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم حضورؐ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک ہرگز نہ پہنچ سکے گا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔‘‘ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’یہ مخلصین بھی میرے نزدیک ان مُعَقِّبَاتٌ میں سے تھے۔‘‘ یعنی ان محافظوں میں سے تھے ’’جو خدا تعالیٰ نے حضورؐ کی حفاظت کے لیے مقرر فرما دیے تھے۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تیرہ جنگوں میں شریک ہوا ہوں مگر میرے دل میں بارہا یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ میں بجائے ان لڑائیوں میں حصہ لینے کے اس فقرہ کا کہنے والا ہوتا جو سعد بن مُعاذؓ کے منہ سے نکلا تھا۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 03 صفحہ 392)

یعنی کہ اپنے عہدِ وفا کا فقرہ۔

جنگ بدر کے موقعے پر حضرت سعد بن مُعاذؓ کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے تحریر فرمایا ہے کہ

’’جس جگہ اسلامی لشکر نے ڈیرہ ڈالا تھا وہ کوئی ایسی اچھی جگہ نہ تھی۔‘‘ جنگی لحاظ سے۔ ’’اس پر حُبَاب بن مُنذِرؓ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ آیا خدائی الہام کے ماتحت آپؐ نے یہ جگہ پسند کی ہے یا محض فوجی تدبیر کے طور پر اسے اختیار کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارہ میں کوئی خدائی حکم نہیں ہے۔ تم کوئی مشورہ دینا چاہتے ہو تو بتاؤ؟ حُبَاب نے عرض کیا تو پھر میرے خیال میں یہ جگہ اچھی نہیں ہے۔‘‘ جنگی لحاظ سے۔ ’’بہتر ہو گا کہ آگے بڑھ کر قریش سے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کر لیا جاوے۔ میں اس چشمہ کو جانتا ہوں۔ اس کا پانی اچھا ہے اور عموماً ہوتا بھی کافی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور چونکہ ابھی تک قریش ٹیلہ کے پرے ڈیرہ ڈالے پڑے تھے اور یہ چشمہ خالی تھا مسلمان آگے بڑھ کر اس چشمہ پر قابض ہو گئے لیکن جیسا کہ قرآن شریف میں اشارہ پایا جاتا ہے اس وقت اس چشمہ میں بھی پانی زیادہ نہیں تھا اور مسلمانوں کو پانی کی قلت محسوس ہوتی تھی۔ پھر یہ بھی تھا کہ وادی کے جس طرف مسلمان تھے وہ ایسی اچھی نہ تھی کیونکہ اس طرف ریت بہت تھی جس کی وجہ سے پاؤں اچھی طرح جمتے نہیں تھے۔

جگہ کے انتخاب کے بعد سعد بن مُعاذؓ رئیسِ اوس کی تجویز سے صحابہؓ نے میدان کے ایک حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک سائبان سا تیار کر دیا اور سعدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سائبان کے پاس باندھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! آپؐ اس سائبان میں تشریف رکھیں اور ہم اللہ کا نام لے کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اگر خدا نے ہمیں فتح دی تو یہی ہماری آرزو ہے‘‘ تو الحمد للہ۔ ’’لیکن اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگوں ہوا تو آپؐ اپنی سواری پر سوار ہو کر جس طرح بھی ہو مدینہ پہنچ جائیں۔‘‘ اس خیمہ کے ساتھ ہی اچھی قسم کی سواری، ایک اونٹ بھی باندھ کر رکھ دیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ آپؐ وہاں مدینہ پہنچ جائیں۔ ’’وہاں ہمارے ایسے بھائی بند موجود ہیں جو محبت و اخلاص میں ہم سے کم نہیں ہیں لیکن چونکہ ان کو یہ خیال نہیں تھا کہ اس مہم میں جنگ پیش آ جائے گی اس لیے وہ ہمارے ساتھ نہیں آئے ورنہ ہرگز پیچھے نہ رہتے لیکن جب انہیں حالات کا علم ہو گا تو وہ آپؐ کی حفاظت میں جان تک لڑا دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ یہ سعدؓ کا جوشِ اخلاص تھا جو ہر حالت میں قابلِ تعریف ہے ورنہ بھلا خدا کا رسول اور میدان سے بھاگے!‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگوں میں سب سے آگے ہوتے تھے۔ ’’چنانچہ حنین کے میدان میں‘‘ ہم دیکھتے ہیں کہ ’’بارہ ہزار فوج نے پیٹھ دکھائی مگر یہ مرکزِ توحید اپنی جگہ سے متزلزل نہیں ہوا۔ بہرحال سائبان تیار کیا گیا‘‘ جیسا کہ سعدؓ نے کہا تھا ’’اور سعدؓ اور بعض دوسرے انصار اس کے گرد پہرہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے اسی سائبان میں رات بسر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات بھر خدا کے حضور گریہ وزاری سے دعائیں کیں اور لکھا ہے کہ سارے لشکر میں صرف آپؐ ہی تھے جو رات بھر جاگے۔ باقی سب لوگ باری باری اپنی نیند سو لیے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 356-357)

غزوۂ احد کے موقعے پر جمعے کی شب حضرت سعد بن مُعاذؓ، حضرت اُسید بن حُضیرؓ اور حضرت سعد بن عُبادہؓ مسجد نبوی میں ہتھیار پہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہرہ دیتے رہے۔ غزوۂ احد کے موقعے پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر اور کمان کندھے پر ڈال کر اور نیزہ ہاتھ میں لے کر مدینے سے روانہ ہوئے تو دونوں سعدؓ یعنی حضرت سعد بن مُعاذؓ اور حضرت سعد بن عُبادہؓ آپ کے آگے آگے دوڑ رہے تھے۔ ان دونوں نے زرہ پہنی ہوئی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثانی صفحہ 28 تا 30 غزوۃ رَسُول اللّٰہِ۔ اُحدًا، دار الکتب العربیۃ بیروت 1990ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ غزوۂ احد کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

''آپؐ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ نمازِ عصر کے بعد مدینے سے نکلے۔ قبیلہ اوس اور خزرج کے رؤساء سعد بن مُعاذؓ اور سعد بن عُبادہؓ آپؐ کی سواری کے سامنے آہستہ آہستہ دوڑتے جاتے تھے اور باقی صحابہؓ آپؐ کے دائیں اور بائیں اور پیچھے چل رہے تھے۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 486)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد سے مدینہ واپس آئے اور اپنے گھوڑے سے اترے تو آپؐ حضرت سعد بن مُعاذؓ اور حضرت سعد بن عُبادہؓ کا سہارا لیتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 229 باب غزوہ اُحد ذکر رحیل رسول اللہ ﷺ اِلی المدینۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

حضرت سعد بن مُعاذؓ کی والدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد سے واپسی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی باگ حضرت سعد بن مُعاذؓ پکڑے ہوئے فخر سے چل رہے تھے۔ جنگ میں آپؓ کا بھائی بھی مارا گیا تھا۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر حضرت سعدؓ نے اپنی ماں کو آتے ہوئے دیکھا اور کہا یا رسول اللہؐ! میری ماں آ رہی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی عمر اس وقت کوئی اسّی بیاسی سال کی تھی۔ آنکھوں کا نور جا چکا تھا۔ بہت کمزور نظر تھی۔ دھوپ چھاؤں مشکل سے نظر آتی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر، مدینہ میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے تو یہ خبر سن کر وہ بڑھیا بھی لڑکھڑاتی ہوئی مدینہ سے باہر نکلی جا رہی تھی۔ حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! میری ماں آ رہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا میری سواری کو ٹھہرا لو۔ تمہاری ماں آ رہی ہے وہاں اس کے قریب میری سواری کو کھڑا کر دو۔ جب آپؐ اس بوڑھی عورت کے قریب آئے تو اس نے اپنے بیٹوں کے متعلق کوئی خبر نہیں پوچھی۔ پوچھا تو یہ پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ حضرت سعدؓ نے جواب دیا آپ کے سامنے ہیں۔ اس بوڑھی عورت نے اوپر نظر اٹھائی اور اس کی کمزور نگاہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پھیل کر رہ گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بی بی مجھے افسوس ہے تمہارا جوان بیٹا اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔ بڑھاپے میں کوئی شخص ایسی خبر سنتا ہے تو اس کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں لیکن اس بڑھیا نے کیسا محبت بھرا جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے تو آپؐ کی خیریت کی فکر تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ واقعہ بیان کیا اس کے بعد آپؓ نے احمدی خواتین کو مخاطب ہو کر فریضہ تبلیغ پر توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ یہی وہ عورتیں تھیں جو اسلام کی اشاعت اور تبلیغ میں مردوں کے دوش بدوش چلتی تھیں اور یہی وہ عورتیں تھیں جن کی قربانیوں پر اسلامی دنیا فخر کرتی ہے۔ تمہارا بھی دعویٰ ہے، آج کل جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والی عورتیں ہیں، تمہارا بھی یہ دعویٰ ہے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائی ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں تم صحابیات کی بروز ہو لیکن تم صحیح طور پر بتاؤ کہ کیا تمہارے اندر دین کا وہی جذبہ موجزن ہے جو صحابیات میں تھا؟ کیا تمہارے اندر وہی نور موجود ہے جو صحابیات میں تھا؟ کیا تمہاری اولادیں ویسی ہی نیک ہیں جیسی صحابیات کی تھیں؟ اگر تم غور کرو گی تو تم اپنے آپ کو صحابیات سے بہت پیچھے پاؤ گی۔ صحابیات نے تو جو قربانیاں کیں آج تک دنیا کے پردے پر اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی قربانیاں جو انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر کیں اللہ تعالیٰ کو ایسی پیاری لگیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت جلد ان کو کامیابی عطا کی اور دوسری قومیں جس کام کو صدیوں میں نہ کر سکیں ان کو صحابہ اور صحابیات نے چند سالوں کے اندر کر کے دکھا دیا۔

(ماخوذ از فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 400-401)

یہاں کیونکہ مخاطب آپ احمدی خواتین سے تھے اس لیے ان کا ذکر ہے ورنہ بے شمار جگہ پر ہمیشہ خلفاء یہ کہتے آئے ہیں، میں بھی بیشمار دفعہ کہہ چکا ہوں کہ ہمارے مردوں کو بھی وہی نمونے دکھانے پڑیں گے تبھی ہم جو دعویٰ کرتے ہیں اور جو اس دعویٰ کو لے کر اٹھے ہیں کہ دنیا میں اسلام کا پیغام پھیلانا ہے اور دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لے کے آنا ہے اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ جب ہماری قربانیاں اور ہمارے عمل اس کے مطابق ہوں گے جس کے نمونے صحابہؓ نے ہمارے سامنے قائم فرمائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''عیسائی دنیا مریم مگدلینی اور اس کی ساتھی عورتوں کی اس بہادری پر خوش ہے کہ وہ مسیح کی قبر پر صبح کے وقت دشمنوں سے چھپ کر پہنچی تھیں۔ میں ان سے کہتا ہوں آؤ اور ذرا میرے محبوب کے مخلصوں اور فدائیوں کو دیکھو کہ کن حالتوں میں انہوں نے اس کا ساتھ دیا اور کن حالتوں میں انہوں نے توحید کے جھنڈے کو بلند کیا۔ اس قسم کی فدائیت کی ایک اَور مثال بھی تاریخ میں ملتی ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کو دفن کر کے مدینہ واپس گئے۔'' پھر ایک اَور موقع پر دوبارہ حضرت سعد بن مُعاذؓ کی والدہ کی یہی مثال دے رہے ہیں کہ شہداء کو دفن کر کے جب مدینہ واپس گئے۔ ''تو پھر عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کے لیے نکل آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ سعد بن مُعاذؓ مدینہ کے رئیس نے پکڑی ہوئی تھی اور فخر سے آگے آگے دوڑے جاتے تھے۔ شاید دنیا کو یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیریت سے اپنے گھر واپس لے آئے۔ شہر کے پاس انہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی آتی ہوئی ملی۔ احد میں اس کا ایک بیٹا عَمرو بن مُعاذؓ بھی مارا گیا تھا۔ اسے دیکھ کر سعد بن مُعاذؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! اُمّی۔ اے اللہ کے رسولؐ! میری ماں آ رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی برکتوں کے ساتھ آئے۔ بڑھیا آگے بڑھی اور اپنی کمزور پھٹی آنکھوں سے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نظر آ جائے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ پہچان لیا اور خوش ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مائی! مجھے تمہارے بیٹے کی شہادت پر تم سے ہمدردی ہے۔ اس پر نیک عورت نے کہا حضورؐ! جب میں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا تو سمجھو کہ میں نے مصیبت کو بھون کر کھا لیا۔ ''مصیبت کو بھون کر کھا لیا'' کیا عجیب محاورہ ہے۔ محبت کے کتنے گہرے جذبات پر دلالت کرتا ہے۔ غم انسان کو کھا جاتا ہے۔ وہ عورت جس کے بڑھاپے میں اس کا عصائے پیری ٹوٹ گیا کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو میں اس غم کو کھا جاؤں گی۔ میرے بیٹے کی موت مجھے مارنے کا موجب نہیں ہو گی بلکہ یہ خیال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس نے جان دی۔'' یہ خیال تو ''میری قوت کے بڑھانے کا موجب ہو گا۔'' میری طاقت کو بڑھانے کا موجب ہو گا۔ حضرت مصلح موعود انصار کی تعریف کرتے ہوئے اور ان کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''اے انصار! میری جان تم پر فدا ہو۔ تم کتنا ثواب لے گئے۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 256-257)

کعب بن اشرف کو اس کی ریشہ دوانیوں، اسلام کے خلاف بغض اور دشمنی پھیلانے حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کرنے پر جو قتل کی سزا کا فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس میں بھی بحیثیت سردار قبیلہ انصار کے، سردار قبیلہ کے طور پر حضرت سعد بن مُعاذؓ کے مشورے کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اس کی تفصیل یعنی اس سزا کے عمل درآمد ہونے اور کعب بن اشرف کے قتل کی یہ تفصیل جو ہے وہ میں کچھ عرصہ پہلے دو صحابہ کے ذکر میں بیان کر چکا ہوں (خطبہ جمعہ 7/ دسمبر 2018ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28/ دسمبر 2018ء اور خطبہ جمعہ 7/ فروری 2020ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28/ فروری 2020ء) تاہم اس کا کچھ حصہ یہاں بھی بیان کرتا ہوں جس کا تعلق حضرت سعد بن مُعاذؓ سے ہے۔ اور یہ جو مَیں بیان کروں گا اس میں بھی کچھ اخذ کیا ہے اور کچھ اقتباس میں نے سیرت خاتم النبیینؐ سے ہی لیا ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو کعب بن اشرف نے دوسرے یہودیوں کے ساتھ مل کر اس معاہدہ میں شرکت کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان باہمی دوستی اور امن و امان اور مشترکہ دفاع کے متعلق تحریر کیا گیا تھا مگر اندر ہی اندر کعب کے دل میں بغض و عداوت کی آگ سلگنے لگ گئی اور اس نے خفیہ چالوں اور مخفی ساز باز سے اسلام اور بانی اسلام کی مخالفت شروع کر دی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کعب ہر سال یہودی علماء و مشائخ کو بہت سی خیرات دیا کرتا تھا۔ اس نے ایک دن ان مشائخ سے ان کی مذہبی کتابوں کی رو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا کہ تمہارا کیا خیال ہے یہ سچا ہے کہ نہیں؟ انہوں نے کہا کہ بظاہر تو یہ وہی نبی معلوم ہوتا ہے جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا تھا، ہماری تعلیم میں ذکر ہے۔ کعب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسلام کا بڑا سخت مخالف تھا۔ اس جواب پر وہ بہت بگڑ گیا اور ان کو سخت سست کہہ کر، برا بھلا کہہ کر وہاں سے رخصت کر دیا اور جو خیرات انہیں دیا کرتا تھا وہ بھی نہ دی۔ جب خیرات بند ہو گئی، جو ان کا وظیفہ جاری تھا وہ بند ہو گیا تو کچھ عرصہ بعد انہوں نے کعب کے پاس جا کر کہا کہ ہم نے دوبارہ غور کیا ہے۔ پیسے کو تو مولوی آج بھی نہیں چھوڑتا یہی حال اُن کا تھا۔ انہوں نے کہا جی ہم نے دوبارہ غور کیا ہے دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ نبی نہیں ہیں جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اس پر اس نے خوش ہو کر ان کا وظیفہ دوبارہ جاری کر دیا۔ وہ جو خیرات دیتا تھا دے دی۔

بہرحال یہ تو معمولی بات تھی کہ یہودی علماء کو اپنے ساتھ ملا لیا لیکن خطرناک بات جو تھی وہ یہ تھی کہ جنگ بدر کے بعد اس نے ایسا رویہ اختیار کیا جو سخت مفسدانہ اور فتنہ انگیز تھا اور جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے لیے نہایت خطرناک حالات پیدا ہو گئے تھے۔ جب بدر کے موقع پر مسلمانوں کو ایک غیر معمولی فتح نصیب ہوئی اور رؤسائے قریش اکثر مارے گئے تو کعب نے سمجھ لیا کہ اب یہ نیا دین یونہی مٹتا نظر نہیں آتا۔ پہلے تو ہمارا خیال تھا آپ ہی ختم ہو جائے گا۔ نہیں اب نہیں۔ لگتا ہے کہ یہ پھیلے گا۔ چنانچہ بدر کے بعد اس نے ہر طرح اپنی پوری کوشش کی کہ اسلام کے مٹانے اور تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے، کوئی دقیقہ نہ چھوڑا جائے اور یہ تہیہ کر لیا کہ میں نے اسلام کو تباہ و برباد کرنا ہی کرنا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے بعد تو وہ غیظ و غضب سے بہت زیادہ بھر گیا تھا۔ اس نے اس غصہ کی وجہ سے جب فیصلہ کیا کہ میں نے اسلام کو تباہ کرنا ہی کرنا ہے تو اس نے فوراً سفر کی تیاری کر کے مکہ کی راہ لی۔ وہاں جا کر اپنی چرب زبانی اور شعر گوئی کے زور سے قریش کے دلوں کی سلگتی ہوئی آگ کو شعلہ بار کر دیا اور بھڑکا دیا۔ ان کے دل میں مسلمانوں کے خون کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا کر دی۔ تم شکست کھا گئے۔ تمہارے لیڈروں کو انہوں نے مار دیا۔ تم اب بیٹھے ہو۔ جاؤ اور بدلہ لو۔ وہ بھڑک اٹھے۔ اپنی تقریروں سے اور شعروں سے ان کے سینے جذباتِ انتقام اور عداوت سے بھر دیے۔ جب کعب کی اشتعال انگیزی سے ان کے احساسات میں ایک انتہائی درجہ کی بجلی پیدا ہو گئی تو اس نے ان کو خانہ کعبہ کے صحن میں لے جا کر اور کعبہ کے پردے ان کے ہاتھوں میں دے دے کر ان سے قسمیں لیں کہ جب تک

اسلام اور بانیٔ اسلام کو صفحہ دنیا سے ملیا میٹ نہ کر دیں گے اس وقت تک چین نہیں لیں گے۔ مکہ میں یہ آتش فشاں فضا پیدا کرنے کے بعد اس نے یہیں بس نہیں کی بلکہ اس بدبخت نے دوسرے قبائلِ عرب کا رخ کیا اور پھر قوم بقوم ہر قبیلے میں پھر پھر کر مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ پھر مدینہ میں واپس آ کر وہاں اپنی اسلام مخالف سرگرمیاں تیز کیں اور غیر مسلموں میں اپنے جوش دلانے والے اشعار میں اور خاص طور پر یہودیوں میں بھی گندے اور فحش طریق پر مسلمان خواتین کا ذکر کیا اور صرف یہاں تک نہیں کہ مخالفت کی آگ بھڑکائی بلکہ آخر میں اس نے یہ بھی کوشش کی بلکہ سازش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا جائے اور آپؐ کو کسی دعوت کے بہانے سے اپنے مکان پر اس نے بلایا اور چند نوجوان یہودیوں سے آپؐ کے قتل کروانے کا منصوبہ باندھا۔ خدا کے فضل سے وقت پر اطلاع ہوگئی۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ نے اطلاع دے دی اور اس کی سازش کامیاب نہیں ہوئی۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی اور کعب کے خلاف جو معاہدہ کیا ہوا تھا اس کی عہد شکنی اور جو حکومت قائم تھی اس کے خلاف بغاوت، تحریک جنگ، فتنہ پردازی، فحش گوئی اور سازشِ قتل کے الزامات پایہ ثبوت کو پہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس بین الاقوام معاہدہ کی رو سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد اہالیانِ مدینہ میں ہوا تھا، مدینہ کی جمہوری سلطنت کے آپؐ صدر اور حاکم اعلیٰ تھے، آپؐ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ کعب بن اشرف اپنی کارروائیوں کی وجہ سے واجب القتل ہے اور اپنے بعض صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جاوے۔ بعض حالات اور حکمت کے تقاضے کے تحت آپ نے یہ ہدایت فرمائی کہ کعب کو برملا طور پر قتل نہ کیا جائے بلکہ چند لوگ خاموشی کے ساتھ کوئی مناسب موقع نکال کر اسے قتل کر دیں اور یہ ڈیوٹی آپؐ نے قبیلہ اوس کے ایک مخلص صحابی محمد بن مَسْلَمہؓ کے سپرد فرمائی اور انہیں تاکید فرمائی کہ جو طریق بھی اختیار کرو قبیلہ اوس کے رئیس جو سعد بن مُعاذؓ ہیں ان سے ضرور مشورہ کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہؓ نے سعد بن مُعاذؓ کے مشورہ سے ابو نائلہ اور دو تین اور صحابیوں کو اپنے ساتھ لیا اور کعب کے قتل کی سزا کو عملی جامہ پہنایا۔ اس کی جو بھی حکمت تھی یا قتل کا طریق اختیار کیا گیا تھا اس کی تفصیل جیسا کہ میں نے کہا ہے میں گذشتہ بعض صحابہ کے ذکر میں بیان کر چکا ہوں۔

(خطبہ جمعہ 7/ دسمبر 2018ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28/ دسمبر 2018ء اور
خطبہ جمعہ 7/ فروری 2020ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28/ فروری 2020ء)

بہرحال جو حکمت اختیار کی گئی تھی اس کے تحت اس کو رات کے وقت گھر سے نکال کر قتل کیا گیا تھا۔ اس کے قتل کی خبر جو مشہور ہوئی تو صبح کے وقت شہر میں ایک سنسنی پھیل گئی اور یہودی لوگ سخت جوش میں آ گئے۔ اور دوسرے دن صبح کے وقت یہودیوں کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ ہمارا سردار کعب بن اشرف اس طرح قتل کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ کعب کس کس جرم کا مرتکب ہوا ہے؟ قتل ہوا ہے ہاں ٹھیک ہے لیکن اس کے جرم تھے جس کی سزا اس کو ملی ہے۔ پھر آپؐ نے اجمالاً ان کو کعب کی عہد شکنی اور تحریک جنگ اور فتنہ انگیزی اور فحش گوئی اور سازش قتل وغیرہ کی کارروائیاں یاد کروائیں جس پر یہ لوگ ڈر کر خاموش ہو گئے۔ انہیں، سب کو پتہ تھا کہ یہ سب کچھ یہ کرتا رہا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہیں چاہیے کم از کم آئندہ کے لیے امن اور تعاون کے ساتھ رہو اور عداوت اور فتنہ وفساد کا بیج نہ بوؤ۔ چنانچہ یہود کی رضامندی کے ساتھ آئندہ کے لیے ایک نیا معاہدہ لکھا گیا اور یہود نے مسلمانوں کے ساتھ امن وامان کے ساتھ رہنے اور فتنہ وفساد کے طریقوں سے بچنے کا ازسرنو وعدہ کیا۔ اور یہ نیا معاہدہ لکھا گیا۔ تاریخ میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں ہے کہ اس کے بعد یہودیوں نے کبھی کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کر کے مسلمانوں پر الزام قائم کیا ہو کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے تھے کہ کعب اپنی مستحق سزا کو پہنچا ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 467 تا 471)

یہ سزا تھی جو اسے دی گئی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار کیا کہ ہم نے نہیں کیا، ہمیں پتہ نہیں، بلکہ سارا کچھ گنوایا اور ظاہر تھا یہ آپؐ کا فیصلہ تھا۔ آپؐ سربراہ حکومت تھے اور اس میں دو سردار جو مدینے کے رئیس تھے ان کی رائے بھی شامل تھی جو مسلمان تھے سعد بن مُعاذؓ وغیرہ۔

یہودی قبیلہ بنونضیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پتھر گرا کر دھوکے سے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ہمراہ اس قبیلہ کی طرف گئے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے کے محاصرے کا حکم دیا۔ ربیع الاول چار ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود حفاظتی کے خیال سے مجبور ہو کر بنونضیر کے خلاف فوج کشی کرنی پڑی جس کے نتیجہ میں بالآخر یہ قبیلہ مدینہ سے جلاوطن ہوگیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بنونضیر کا اموال غنیمت ملا تو آپؐ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو بلا کر فرمایا کہ میرے لیے اپنی قوم کو بلاؤ۔ حضرت ثابتؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا خزرج کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام انصار کو بلا لو کسی بھی قبیلے کے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اوس اور خزرج کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خطاب کیا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر انصار کے مہاجرین پر کیے جانے والے احسانوں یعنی انصار کے مہاجرین کو اپنے گھر میں ٹھہرانے اور انصار کے مہاجرین کو اپنی جانوں پر ترجیح دینے کا ذکر فرمایا کہ کس طرح انصار نے مہاجرین پر احسان کیا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں بنونضیر سے حاصل ہونے والا مالِ فَے تم میں اور مہاجرین میں تقسیم کر دوں۔ مہاجرین حسب سابق تمہارے گھروں میں اور اموال میں رہیں گے۔

غنیمت کا جو مال ملا ہے آدھا آدھا تقسیم کر لو لیکن اس کا یہ ہے کہ جس طرح وہ پہلے تمہارے گھروں میں رہ رہے ہیں اور جو تم ان سے احسان کا سلوک کر رہے ہو وہ کرتے رہو۔ مال یہ آدھا آدھا لے لو۔ لیکن دوسری صورت کیا ہے کہ اگر تم پسند کرو تو یہ اموال مَیں مہاجرین میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ انصار کو کچھ نہیں دیتا۔ سارا مال جو ملا ہے وہ مہاجرین میں تقسیم کر دیتا ہوں پھر وہ تمہارے گھروں سے نکل جائیں گے۔ پھر تمہارے گھروں میں نہیں رہیں گے۔ اپنا اپنا انتظام کریں کیونکہ اب ان کو مال مل گیا ہے۔ اس پر حضرت سعد بن عُبادہؓ اور حضرت سعد بن مُعاذؓ نے آپس میں بات کی۔ دونوں نے مشورہ کیا اور دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ یہ اموال مہاجرین میں تقسیم فرما دیں۔ مہاجرین میں مال تقسیم کر دیں۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ حسب سابق ہمارے گھروں میں رہیں گے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ مال لینے کے بعد وہ ہمارے گھروں سے نکل جائیں۔ جو جس طرح ہمارے گھروں میں رہ رہے ہیں اور جس طرح مؤاخات کا وہ سلسلہ قائم ہے اب بھی وہی قائم رہے گا۔ اور انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم راضی ہیں اور ہمارا سر تسلیم خم ہے۔ اگر سارا مال آپؐ مہاجرین میں تقسیم کر دیں تو اس بات پر کوئی ہمیں شکوہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! انصار پر رحم فرما اور انصار کے بیٹوں پر رحم فرما۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ فَے مہاجرین میں تقسیم فرما دیا اور انصار میں سے کسی کو بھی اس میں سے کچھ نہیں دیا سوائے دو ضرورت مند آدمیوں کے۔ وہ دونوں سَہْل بن حُنَیف اور اَبُودُجَانہ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن مُعاذؓ کو ابن ابی حقیق یہودی کی تلوار عطا کی اور اس تلوار کی یہودیوں میں بڑی شہرت تھی۔ پھر حضرت مُعاذؓ کو ایک تلوار دی۔

(اٹلس سیرت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صفحہ 264-265)
(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 325 ذکر خروج بنی النضیر من اَرضھم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

جب افک کا واقعہ ہوا اور حضرت عائشہؓ پر الزام لگایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے خاندان کو بڑی تکلیف سے گزرنا پڑا اور اسی دوران میں کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے ایک موقع پر منافقین کے اس غلط رویے کا ذکر کیا تو اس وقت بھی حضرت سعد بن مُعاذؓ نے بے لوث فدائیت کا اظہار فرمایا تھا۔ یہ واقعہ بڑی تفصیل سے حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہوا ہے جو ایک صحابی حضرت مِسْطَحؓ کے ذکر میں پہلے مَیں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں۔ تاہم حضرت سعدؓ سے متعلقہ حصہ یہاں میں پیش کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوران میں گھر سے باہر تشریف لا کر صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا کوئی ہے جو مجھے اس شخص سے بچائے جس نے مجھے دکھ دیا ہے۔ اس سے آپؐ کی مراد عبداللہ بن اُبی بن سلول سے تھی۔ حضرت سعد بن مُعاذؓ جو اوس قبیلے کے سردار تھے کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر وہ شخص ہم میں سے ہے تو ہم اس کو مارنے کے لیے تیار ہیں اور اگر وہ خزرج میں سے ہے تب بھی اس کو مارنے کے لیے تیار ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 06 صفحہ 268-270)

غزوۂ خندق کے دوران ابوسفیان نے بنو نَضیر کے رئیس حُیَیّ کو بنو قُریظہ کے رئیس کعب بن اسد کے پاس بھیجا کہ مسلمانوں سے کیے گئے معاہدے کو ختم کر دو۔ جب وہ نہ مانا تو سبز باغ دکھا کر اور مسلمانوں کی تباہی کا یقین دلا کر مسلمانوں سے کیے گئے معاہدے پر عمل نہ کرنے پر راضی کر لیا بلکہ اس بات پر بھی راضی کر لیا کہ وہ کفارِ مکہ کے مددگار بن جائیں گے۔

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بنوقریظہ کی اس خطرناک غداری کا علم ہوا تو آپؐ نے پہلے تو دو تین دفعہ خفیہ خفیہ زبیر بن العوام کو دریافت حالات کے لیے بھیجا اور پھر باضابطہ طور پر قبیلہ اوس وخزرج کے رئیس سعد بن مُعاذؓ اور سعد بن عُبادہؓ اور بعض دوسرے بااثر صحابہ کو ایک وفد کے طور پر بنوقریظہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان کو یہ تاکید فرمائی کہ اگر کوئی تشویشناک خبر ہو تو واپس آ کر اس کا برملا اظہار نہ کریں بلکہ اشارہ کنایہ سے کام لیں تا کہ لوگوں میں تشویش نہ پیدا ہو۔ جب یہ لوگ بنوقریظہ کے مساکن میں پہنچے اور ان کے رئیس کعب بن اسد کے پاس گئے تو وہ بدبخت ان کو نہایت مغرورانہ انداز سے ملا اور سَعْدَیْن کی طرف ’’یعنی سعد بن مُعاذؓ اور سعد بن عُبادہؓ کی طرف‘‘ سے معاہدہ کا ذکر ہونے پر وہ اور اس کے قبیلہ کے لوگ بگڑ کر بولے کہ جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔‘‘ ہم نے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔‘‘ یہ الفاظ سن کر صحابہ کا یہ وفد وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اور سعد بن مُعاذؓ اور سعد بن عُبادہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مناسب طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے اطلاع دی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 584-585)

بہرحال اس وقت تو ان کی یہ حرکت مسلمانوں کے لیے بڑا دھچکا تھی۔ چاروں طرف سے مکے کے کفار نے مدینے کو گھیرا ہوا تھا۔ کفارِ مکہ سے جنگ کی حالت کی وجہ سے اس قبیلے کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہیں ہو سکتی تھی لیکن جنگ کے اختتام پر جب شہر میں واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی رنگ میں بنوقریظہ کی غداری اور بغاوت کی سزا دینے کا بتایا۔ یہ حکم ہوا کہ ان کو سزا ملنی چاہیے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اعلان فرمایا کہ بنوقریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہو جائیں اور نمازِ عصر وہیں پہنچ کر ادا ہو اور آپؐ نے حضرت علیؓ کو صحابہؓ کے ایک دستے کے ساتھ فوراً آگے روانہ کر دیا۔ اس جنگ کی تفصیل کچھ لمبی ہے جس میں حضرت سعد بن مُعاذؓ کا بھی آخر پر فیصلہ کرنے میں کردار ہے۔ اب وقت نہیں۔ اس لیے آئندہ ان شاء اللہ یہ تفصیل بیان کروں گا۔

☆…☆…☆

رسول کریم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں ’’چھینک‘‘ کے طبی اور معاشرتی پہلو

(ریٹائرڈ میجر جنرل پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری (ستارہ امتیاز ملٹری))

جب بھی کوئی انسان چھینکتا ہے تو ہم یہی سوچتے ہیں کہ وہ جراثیم پھیلا رہا ہے اور ماحول کو گندا کر رہا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ چھینکنے سے ہم تقریباً 10,000جراثیم یا وائرس 100میل فی گھنٹہ کی رفتار سے 5-3فٹ کے فاصلہ تک بکھیر رہے ہوتے ہیں اور ایک بیمار انسان ماحول کو آلودہ کر رہا ہوتا ہے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ چھینکنے کے عمل سے اللہ تعالیٰ ہمارے جسم کو غیر معمولی طور پر محفوظ رکھتا ہے اور ماحول میں مضر ذرات و جراثیم جو ہمارے ناک یا منہ کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں ان کو باہر نکال دیتا ہے۔ چھینکنے کے عمل سے ہمارے ناک، منہ اور سانس کی نالیوں کی نہایت احسن رنگ میں صفائی ہو جاتی ہے۔ کچھ اس قسم کی صفائی کا سسٹم مکینیکل ائیر بلورز کے ذریعے مختلف فیکٹریوں میں گندے ذرات اور گیسز کو باہر نکالنے میں استعمال ہوتے ہیں۔

مغربی دنیا نے 'چھینک' کے عمل کو سمجھنے کے بعد مکینیکل ائیر بلورز کا طریقہ ایجاد کیا اور ان گنت جگہوں پر نصب کر کے ماحول کی صفائی کا نظام بہتر کیا ہے۔ اغلباً اس ترقی یافتہ دور میں چھینک کے عمل کو سمجھنے اور عوام الناس کو فائدہ پہنچانے کی طرف بھی یہ حدیث مبارکہ پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے۔

مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ملاقات کے دوران چھینک کے بارہ میں ایک نہایت عمدہ بات بتائی تھی جو علم طب کے ماہرین اور سب احباب کی معلومات میں اضافہ کی بات ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:۔

’’انسان کے ناک کے پچھلے حصہ کا دماغ کے ساتھ نہایت قریبی تعلق ہے۔ یہ تعلق ایک نہایت باریک سوراخوں والی پلیٹ کے ذریعہ ہے۔جس کو کریبو فارم پلیٹ کہتے ہیں۔ یہ پلیٹ باہر کے ماحول (یعنی ناک) اور دماغ کے درمیان واقع ہے۔ اس کے ذریعے ناک کے بالوں پر موجود قوت شامہ ریسیپٹرز ، آل فیکٹری نرو و فائبرز بناتے ہیں اور یہ برقی تاروں کے ذریعے کریبو فارم پلیٹ سے ہوتے ہوئے دماغ میں داخل ہوتے ہیں۔ جب بھی کوئی ذرات ، جراثیم ، گرد آلود، تیز گرم یا سرد ہوا، تیز روشنی یا تیز خوشبو یا بدبو ناک کے ذریعے ہمارے جسم میں داخل ہوتے ہیں یا دماغ کی طرف رُخ کرتی ہے تو ناک کے سپیشل ریسیپٹرز اور پلیٹ فوری طور پر دماغ میں سگنل بھیجتے ہیں اور آناً فاناً چھینکنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے، اور ان سب ذرات وغیرہ کا فوری انخلا ہوتا ہے۔اور کسی قسم کا مضر ذرہ یا جراثیم دماغ یا جسم میں داخل نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حیرت انگیز نظام انسان کی حفاظت کرتا ہے ورنہ انسان کئی جان لیوا امراض میں مبتلا ہوسکتا ہے۔‘‘

اسی راز کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

ترجمہ: پس (اے جن وانس) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔(سورہ الرحمان : آیت 9)

تحقیق نے یہ بات بھی ثابت کی ہے کہ چھینکنے کا عمل ہمارے قوت مدافعت کے نظام کو بھی تقویت دیتا ہے اور ہم صحت مند رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی بیرونی مضر اشیاء ناک میں داخل ہوتی ہیں تو ہمارے دماغ میں چھینک کا نظام متحرک ہو جاتا ہے اور مختلف نیوروٹرانسمیٹر فعال ہونا شروع ہو جاتے ہیں جن کو میڈیکل اصطلاح میں اینڈورفنز کہتے ہیں اور یہ ہمارے جسم کے مختلف اعضاء اور پٹھوں کو حرکت میں لاتے ہیں اس کے نتیجے میں ہم اپنی آنکھیں، منہ اور گلا بند کر لیتے ہوئے بڑے زور سے منہ اور ناک کے ذریعے ہوا میں مضر ذرات باہر نکالتے ہیں۔ چھینک کے آنے کے بعد ایک طبعی فرحت اور خوشی کا احساس ہوتا ہے اور ہر انسان اس کا تجربہ کر چکا ہے۔ یہ خوشی کا احساس اینڈورفنز کے فعال ہونے کی وجہ سے ہے ۔ اس لئے حدیث میں ہے کہ

’’جب کوئی چھینکے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور الحمد للہ کہے‘‘۔

(صحیح البخاری کتاب الأدب باب إذا تثاءب فلیضع یدہ علی فیہ 5872)

اب سوچیں کہ اس حدیث کے تناظر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کتنا گہرا راز اپنے اندر رکھتا ہے۔ گو چھینک ایک معمولی عمل ہے اسے معمولی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ خالق کی رحمانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور ایک صاحب عقل انسان برملا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلووٴں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔(اور بے ساختہ کہتے ہیں)اے ہمارے رب! تُونے ہرگز یہ بےمقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔(سورۃ آل عمران آیت 192)

ہماری کسی کوشش کے بغیر چھینک بہت سی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔مزید یہ کہ ہمارے پیارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک بات ختم نہ کی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ

’’ہر مسلمان جس نے اس کو سنا فرض ہے کہ اسے کہے یر حمک اللہ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔‘‘

(صحیح البخاری کتاب الأدب باب إذا تثاءب فلیضع یدہ علی فیہ 5872)

یہ ارشاد بھی ایک حکیمانہ پہلو اپنے اندر رکھتا ہے کہ اپنے لئے بھی رحم مانگو اور اپنا بھائی بھی بھائی کے لئے رحم مانگے۔ یہ آپس میں بھائی چارہ اور محبتیں بڑھانے کا ایک اور ذریعہ ہے۔

ماہرین ناک کان اور گلا (ای این ٹی سپیشلسٹ) یہ بھی بتاتے ہیں کہ چھینکنے سے انسان کے ناک کی صفائی کا نظام دوبارہ تازہ دم ہو جاتا ہے۔اس کو سائنس کی اصطلاح میں ری بوٹ ہونا بھی کہتے ہیں یہ اسی طرح ہے کہ جب کمپیوٹر میں کوئی خلل واقع ہو جائے تو اسے ایک دفعہ بند کر کے دوبارہ چلایا جائے اور وہ 'تازہ دم‹ ہو کر کام کرنے لگ جاتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ چھینک کے عمل کو روکنا نہیں چاہئے اور یہی بات آج سائنس بھی ثابت کر چکی ہے۔ چھینک کو روکنے سے جراثیم اور مضر ذرات پھیپھڑوں میں داخل ہو کر پھنس جاتے ہیں اور ان ذرات کے جمع ہونے سے پھیپھڑوں میں مختلف بیماریاں جنم لیتی ہیں لیکن یہ بات بھی ضروری ہے کہ چھینکتے ہوئے احتیاط برتنی چاہئے اور ہاتھ، بازو یا رومال سے منہ اور ناک کو ڈھانک لینا چاہئے۔

چھینک کے عمل کو پرانی تہذیبوں نے بھی خوش آئند کہا ہے۔اور صحت کے مختلف علاج میں سے ایک علاج قرار دیا ہے۔ کبھی تو مصنوعی طور پر ناک میں گھاس کا تنکہ اور کبھی کوئی اور کھجلی دار چیز ڈالی جاتی تھی تا کہ چھینک آئے۔ اور اس کو فائدہ مند سمجھا جاتا تھا۔ قدیم یونانی تہذیب میں چھینک کو نیک شگون کے طور پر دیکھا جاتا تھا اور اس کو اپنے خداوٴں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔قریباً پندرہویں صدی عیسوی میں چھینک کو قریب المرگ مریضوں میں علاج کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ انگلستان کا بادشاہ چارلس دوئم جب مرنے کے قریب ہوا تو اس کو چھینک دلانے والی ادویات کا استعمال کروایا گیا تا کہ زندگی بحال ہو سکے۔

مشرقی ایشیاء، چین، کوریا، جاپان، نیویارک، اٹلی، جرمنی اور دیگر کئی ممالک میں جب بھی چھینک آئے تو

یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوئی اچھے رنگ میں یاد کر رہا ہے اور آپ کی خیر ہو کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں ایک اشارہ ’ہر مسلمان‘ بلکہ ہر احمدی مسلمان دانشور اور ریسرچ سکالر کے لئے بھی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

-----۔ہر مسلمان پر جس جس نے اسے سنا فرض ہے کہ اس کا جواب دے‘‘

(صحیح البخاری کتاب الأدب باب إذا تثاءب فلیضع یدہ علی فیہ 5872)

یہ حکم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے علاوہ ہمیں غور کرنے کی طرف بھی ترغیب دیتا ہے۔موجودہ زمانہ میں زیادہ تر مسلمان ممالک پستی کا شکار ہیں۔ اس وجہ سے مختلف آب و ہوا سے پھیلنے والی بیماریاں ماحول کی آلودگی، گندگی اور احتیاطی تدابیر سے عدم توجہی لامتناہی بیماریوں اور اموات سے بھرا پڑا ہے اور ناک، گلے، پھیپھڑوں کی بیماریاں روز بروز بڑھتی جارہی ہیں۔ اس لئے 'ہر مسلمان‹ سائنسدان کو اس طرف ریسرچ اور علاج کے نئے طریق معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کس طریق سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دفاعی نظام (قوت مدافعت) کو تقویت دی جاسکتی ہے تو ان گنت بیماریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے اور یہ موذی مرض کورونا وائرس جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اس سے جان چھڑائی جا سکتی ہے۔ اور اس کے علاوہ دیگر بیشمار بیماریوں کی وجوہات اور طریقہ علاج کا کھوج لگایا جا سکتا ہے۔

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ’’مریم شادی فنڈ‘‘ ہے۔

مورخہ 28فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

’’اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا۔‘‘

(الفضل 6/مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تا کہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہوسکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

(ناظر اعلیٰ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ یتامیٰ کی پرورش اور خبر گیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہوگیا۔حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے توفوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صدسالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً پانچ صد فیمیلز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔

یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔خوردونوش 2۔تعلیمی اخراجات 3۔ بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر و مرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔جس پر کل بیس لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقاؐ کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

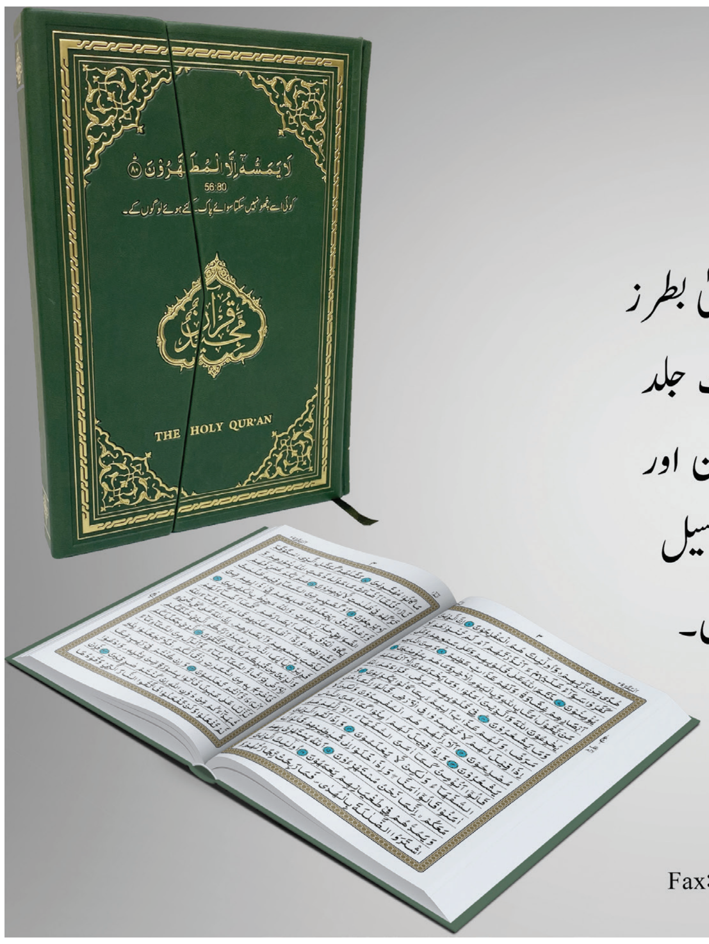

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ خداتعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم معرّیٰ بطرز یسرناالقرآن عمدہ رنگین پیپر پر نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹریان اشاعت ایڈیشنل وکالت اشاعت۔ترسیل لندن کو اپنا آڈر بھجوا کر اسے منگوا سکتے ہیں۔

Fax: 0044 2081816484 Email: wi-tarseel@alshirkat.co.uk

تاثرات

امید ہے آنمکرم بفضل تعالیٰ خیریت سے ہوں گے اور احسن رنگ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت، سلامتی کے ساتھ ہر لحہ مقبول تر خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔آج کل کے پرآشوب دور میں الفضل کی آمد بفضل خدا روز ہی تازہ ہوا کی صورت میں پورے وجود کو معطر کر دیتی ہے،خصوصاً اداریہ توہمیں تربیتی لحاظ سے اس قدر مہمیز کرتا ہے کہ انسان سستی، کاہلی اور غفلت کی گرد جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ارشادات امام زندگی،برکت،خوش بختی اور نیکی کی وہ دعوت سعید ہوتے ہیں جو ہمیں ہر وقت فاستبقو الخیرات کا پیغام دیتے ہیں۔ماشاءاللہ ہر لکھاری ہی بہترین انداز سے اس پیارے شمارے کے حسن کی ضو کو فروزاں کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔

خاکسار خاص طور پر مکرمہ صفیہ بشیر سامی صاحبہ کی خدمت میں السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ عرض کرنے کے بعد ان کی تحریرات کے حوالے سے اپنی دلی کیفیت کا ذکر کرنا چاہتی ہے کہ بقول غالب

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

بے ساختگی،روانی،پیار،وفا،اور سب سے بڑھ کر جو یادوں پر مشتمل تحریرات ہیں،وہ تو کچھ لمحوں کے لیے مادی دنیا اور اس کے جھمیلوں سے یکسر بے نیاز کر دیتی ہیں۔اللہ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے آمین۔ (طالب دعا: زاہدہ یاسمین)

نادار مریضوں کی امداد

غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کے لئے ”نادار مریضان“ کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

”اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو“ (البقرہ:196)

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ)

طلوع وغروب آفتاب

27جولائی2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:28	19:02
مدینہ منورہ	04:21	19:08
قادیان	04:07	19:29
ربوہ	03:47	19:08
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:52	20:57